آخری قسط مفتی السید محمد مظہر اسعدی *

حضرت السید اسعد مدنیؒ
شخصیت وخدمات

مسلم فنڈ ٹرسٹ دیوبند کے چند اہم اقدامات:

۱۔ پبلک نرسری سکول: مسلم فنڈ دیوبند نے ۱۹۷۱ء میں سب سے پہلے دیوبند میں پبلک نرسری سکول قائم کیا۔ جسمیں مسلم بچوں اور بچیوں میں اسلامی اور دینی رجحانات بیدار کر کے ذہن سازی کی جاتی ہے۔ اس طرح دنیاوی تعلیم کیساتھ دینی اقدار کی بقاء بھی اس سکول کا بنیادی مقصد ہے۔ اس سکول میں سیکنڈری کلاس تک تعلیم دی جاتی ہے۔

۲۔ مسلم فنڈ کمرشل انسٹیٹیوٹ: مسلم فنڈ دیوبند نے اگر ایک طرف مسلم معاشرے میں اقتصادی توانائی کے لئے کام کیا۔ تو دوسری طرف مسلم نوجوانوں کو خود اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کا حوصلہ بھی بخشا۔ اس کیلئے ۱۹۸۰ء میں ''مسلم فنڈ کمرشل انسٹیٹیوٹ'' کے نام سے ٹائپنگ کالج کا آغاز کیا۔ جس نے عربی، انگریزی، ہندی اور اردو کے ٹائپسٹ تیار کرنے میں ایک نمایاں کردار ادا کیا اور سینکڑوں پڑھے لکھے بے روزگار نوجوانوں کے معاشی مسائل کا حل پیش کیا۔ عربی کے باقاعدہ ٹائپسٹ تیار کرنے کا یہ ہندوستان میں پہلا اور واحد ادارہ ہے۔ عربی ٹائپنگ سیکھنے والا نوجوان آج صرف ایشیائی مسلم ممالک میں ہی نہیں بلکہ ہندوستان میں بھی امپورٹ ایکسپورٹ کا کام کرنے والی فرموں میں کام کر رہا ہے۔ اور باعزت طور پر زندگی گزار رہا ہے۔

۳۔ مسلم فنڈ کیریئر گائیڈ سنٹر: یہ یونٹ بھی نوجوانوں میں خود اعتمادی کے ساتھ ان کے مستقبل کی صورت گری کرنے میں بڑا نمایاں رول ادا کر رہا ہے۔ یہاں پر انگریزی سکولز و کالجز میں پڑھنے والے طلباء کی ذہن سازی کی جاتی ہے تاکہ مستقبل میں موزوں کورس یا ٹریڈ اور ملازمت کا انتخاب کر سکیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اکثر طلباء بروقت معلومات اور صحیح رہنمائی نہ ہونے کی وجہ سے اہلیت رکھنے کے باوجود بھی اچھے اور بہتر مواقع گنوا دیتے ہیں مگر اس سینٹر نے مایوس اور کم حوصلہ طلباء میں جوش اور ایک نئے ولولے کو فروغ دیا۔ بحمد للہ اس سے بہتر اور امید افزاء نتائج پیدا ہو رہے ہیں۔

---

* مہتمم جامعہ سیدنا اسعد بن زرارہؓ بہاولپور

۴۔ مدنی آئی ہسپتال: آنکھوں کے امراض کے علاج کے لئے دیو بند اور اس کے قرب وجوار میں بسنے والے ہزاروں افراد کے لئے کوئی بھی آئی سرجن نہیں تھا۔

چنانچہ مسلم فنڈ دیو بند نے اپنے وسائل سے تقریباً دس لاکھ روپے سے ایک تین منزلہ عمارت تعمیر کرائی۔ اس کے گراؤنڈ فلور میں بیس بیڈ پر مشتمل آنکھوں کے ہسپتال کا آغاز ۱۹۸۵ء میں کر دیا۔ باقاعدہ ہسپتال اور آپریشن تھیٹر کا افتتاح امامِ حرم شیخ عبداللہ ابن سبیل مدظلہ نے فرمایا۔

ہسپتال میں نادار اور بے سہارا آنکھوں کے مریضوں کا علاج فری کیا جاتا ہے۔ دیو بند کے عوام کی فوری طبی امداد کے پیش نظر ایک ایمبولینس کا انتظام بھی کیا گیا ہے۔ جو ضرورت مند مریضوں کو چوبیس گھنٹے دیو بند سے باہر لے جانے کے لئے تیار ملتی ہے۔

مسلم فنڈ جمعیت علماء ہند کے اقتصادی پروگرام میں اگرچہ شامل ہے مگر اس طرز پر پورے ہندوستان میں جماعتی اور غیر جماعتی افراد اس تعمیری پروگرام کو بڑی خوش اسلوبی سے چلا رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج ایسے اداروں کی ضرورت کو پورا ملک محسوس کر رہا ہے۔ جمعیت علماء ہند کے اقتصادی پروگرام کے تحت ایسے کامیاب اداروں کی تعداد پورے ملک میں ایک سے متجاوز ہو چکی ہے۔

فسادات کی روک تھام: حضرت مولانا السید اسعد مدنیؒ کے دورِ نظامت وصدارت میں ملک میں سینکڑوں فسادات ہوئے۔ ہر فساد کے موقع پر مندرجہ ذیل کام جمعیت علماء ہند پابندی سے کرتی رہی:

حکومت کو صحیح صورتحال سے آگاہ کرنا' اربابِ حکومت مثلاً وزیر اعظم' وزیر داخلہ' اعلیٰ افسران اور سیکولر قوتوں کو اقلیتوں پر ہونے والے مظالم اور نقصانات کی صحیح آگاہی کے ساتھ فساد روکنے کا مطالبہ' متاثرہ علاقے کا دورہ و سروے' ہلاک شدگان کی فہرست سازی' لاپتہ افراد کی تحقیق' فرقہ پرست سرکاری افسران کی نشاندہی اور فرقہ پرستانہ رویے پر بیباک تنقید واحتجاج' ایوان بالا میں فسادات کے خلاف آواز اٹھانا' مسلم ممبران پارلیمنٹ سے مل کر مشترکہ طور پر فسادات کے خلاف کارروائی کرنے کا مطالبہ کرنا' گرفتار شدگان کی رہائی کی کوشش' ریلیف کمیٹی کا قیام' مالی تعاون جس کی مقدار بلامبالغہ کروڑوں تک ہے' تباہ شدہ اور جلائے گئے مکانات کی تعمیر وتجدید (ان کی تعداد ہزاروں میں ہے) فساد سے متاثرہ افراد اور ہلاک شدگان کے ورثاء کو معاوضہ دلانے کی جدوجہد کرنا وغیرہ شامل ہے۔

مسئلہ آسام: حضرت امیر الہندؒ نے اپنے دورِ نظامت وصدارت کے دوران آسام کے مسلمانوں کی ہمیشہ رہنمائی فرمائی۔ اگرچہ آپ کے دور میں آسام کی مسلم اقلیت کے مسائل پیچیدہ سے پیچیدہ تر ہو گئے۔ تاہم فدائے ملتؒ نے اس بارے میں خصوصی کوششیں جاری رکھیں۔

بلاشبہ یہ جمعیت علماء ہند کا عظیم کارنامہ ہے۔ جس سے مستقبل کا مورخ اس کی اہمیت کے پیش نظر مسلمانوں

کی تاریخ کو بالعموم اور مسلمانوں کی اس تنظیم کو بالخصوص سنہری عبارت سے مرتب کرے گا۔

مسئلہ کشمیر: اس مسئلہ کو بھی حضرت امیر الہند فدائے ملتؒ نے اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہمیشہ بہت اہمیت دی اور کشمیری عوام کے ساتھ ہونے والی ناانصافیوں اور زیادتیوں کے خلاف ہمیشہ آواز اٹھائی۔ جس کا اندازہ ۶ اپریل ۱۹۹۰ء کی جمعیت علماء ہند کی قرارداد کشمیر کے ان الفاظ سے کیا جاسکتا ہے کہ ''مظالم کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ ہم اپنے کشمیری بھائیوں سے گہری ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ جگ موہن کو واپس بلائے اور کشمیریوں کے مطالبات پر فوراً غور کرے۔ چونکہ ظلم و جبر سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ اس لئے ضروری ہے کہ حکومت کشمیر کے سیاسی رہنماؤں سے بات چیت کرے اور جمہوری اور آئینی طریقے سے مسئلے کو سلجھانے کی کوشش کرے۔'' چنانچہ فدائے ملت' امیر الہندؒ کی اپیل پر ۱۶ اپریل ۱۹۹۰ء کو یوم کشمیر منایا گیا۔

مسلم اوقاف کی حفاظت: ہندوستان میں مسلم اوقاف کی حفاظت اور انکے ذریعے ہونے والی آمدنیوں کا صحیح مصرف ایک اہم مسئلہ رہا ہے۔

جمعیت علماء ہند کے لئے ہمیشہ یہ مسئلہ قابلِ توجہ رہا' حضرت امیر الہندؒ کے دورِ نظامت و امارت میں بھی اوقاف کو حکومتی مداخلت اور مطلوبہ حیثیت و اہمیت کو بچانے کی برابر جدوجہد ہوتی رہی' اور حکومت سے قانون اوقاف میں ایسی ترمیم کا مطالبہ بھی کیا جس سے وقفی جائیدادوں کی حفاظت کا انتظام ہو سکے۔

تاہم جمعیت کی مسلسل جدوجہد کے بعد مولانا اسعد مدنیؒ سے ۱۹۸۹ء میں مرکزی گورنمنٹ نے وعدہ کیا کہ اس سلسلہ میں کوئی ضرور مناسب کاروائی کی جائے گی۔ اور آئندہ اجلاس پارلیمنٹ میں وقف ترمیمی بل ضرور پیش کیا جائیگا۔

مساجد و مقابر کا تحفظ: اس مسئلہ کے پُرامن اور پائیدار حل کے لئے فدائے ملتؒ زبانی اور تحریری طور پر حکومت سے ہمیشہ مطالبہ کرتے رہے کہ تمام مساجد و مقابر کی ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء سے پہلے کی پوزیشن بحال کی جائے۔ یہاں تک کہ حضرت امیر الہندؒ نے راجیو گاندھی کے دور حکومت میں وزیر اعظم مسٹر راجیو گاندھی سے ڈیڑھ گھنٹہ مسلسل بحث کے بعد اس کو اس مسئلے کے حل کے لئے تیار کر لیا اس مطالبے کو **Manifesto** میں شامل کر لیا۔ چنانچہ یہ بل پارلیمنٹ سے منظور ہو چکا ہے۔ یہ ایک زبردست کامیابی ہے۔

اردو زبان کا تحفظ: اس حوالے سے شیخ الاسلام حضرت اقدس سید حسین مدنیؒ اور مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمان سیوہارویؒ وغیرہ کی روایات کو فدائے ملت' امیر الہند حضرت السید اسعد مدنیؒ نے بھی اپنے دورِ نظامت و صدارت میں برقرار رکھا۔ جماعتی میٹنگز' مجلس عاملہ و مجلس منتظمہ کے اجلاسوں اور کاروائیوں میں اردو کے مسئلہ پر برابر غور اور بے اعتنائیوں پر ہمیشہ توجہ دلائی گئی۔

تحفظ حرمین: جمعیت علماء ہند نے تحفظ حرمین کے سلسلہ میں بھی وقیع خدمات انجام دی ہیں۔ یہ کسی ایک فرد

کا مسئلہ نہیں بلکہ اس کا تعلق پورے عالم اسلام سے ہے۔ حضرت امیر الہند' فدائے ملتؒ کے دورِ صدارت ہی میں نومبر ۱۹۸۷ء کو دلی میں عظیم الشان اور تاریخ ساز تحفظِ حرمین کانفرنس منعقد کی گئی۔ جس کا افتتاحی خطبہ امامِ حرم مکہ مکرمہ حضرت شیخ عبداللہ ابن سبیل نے پڑھا۔ جس میں انہوں نے کہے کہ اسی سرزمین کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہاں خانہ کعبہ ہے اور وہیں نبی آخری الزماں ﷺ تھے۔

امام محترم نے خصوصی طور پر امیر الہند' فدائے ملت حضرت السید اسعد مدنی مدظلہ' کی کوششوں کو سراہا اور فرمایا کہ دشمنانِ اسلام نے ہمیشہ اسلام کے خلاف سازش کی ہے' مگر وہ کامیاب نہیں ہوئے کیونکہ اسلام کی حفاظت کا وعدہ خود باری تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اس کانفرنس کے موقع پر حضرت امیر الہندؒ نے تاریخی مفصل خطبہ استقبالیہ پڑھا۔ جس کے سننے کے بعد اجلاس میں شریک دانشوروں' علمائے کرام ومفتیان عظام کی طرف سے خصوصی مبارکباد پیش کی گئی' اور کہا گیا کہ حضرتِ والا نے ایک ایسے موضوع کی اہمیت سے روشناس کرایا جس کے بارے میں غافل مسلمان بالکل کچھ نہیں جانتے تھے۔

<u>بابری مسجد:</u>　　　بابری مسجد کے مسئلہ کے حل کے لئے ویسے تو ۱۹۴۹ء سے مسلسل جمعیت علماء ہند کے اکابر کوشش کرتے رہے۔ انہیں کوششوں کے تسلسل کو حضرت امیر الہند' فدائے ملتؒ نے باوجود سنگین سے سنگین تر حالات ہوجانے کو جاری رکھا۔ ہر دور میں عدالتی طریق کار سے مسلمانوں کی اس مظلومیت سے حکومتوں کو آگاہ کیا جاتا رہا' اور حضرت فدائے ملتؒ کی کوشش ہر ظالم وجابر جانبدار فرقہ پرست حکمران کی ذلت کا باعث بنتی رہی۔

<u>امداد ووظائف:</u>　　　حضرت امیر الہندؒ کے دورِ صدارت میں ایک اہم کام بھی ہوا کہ جمعیت نے مسلمانوں کو ٹیکنیکل تعلیم دینے کے لئے ۱۹۷۴ء سے تعلیمی وظائف کا پُرتحسین سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ اس میں مزید توسیع کے لئے ''مجاہدِ ملت سکالرشپ'' ۱۹۹۰ء میں قائم کیا گیا۔ جس کے تحت دینی وفنی تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کو وظائف دینے کا منصوبہ بنایا گیا۔ اسے مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی کے خاتمہ کی طرف ایک اہم قدم کہا جاسکتا ہے۔ نیز امیر الہندؒ کے دورِ صدارت میں اس سلسلے میں اہم کوششوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ضرورت مند طلباء کی مدد کرنا' رہنمائی کرنا' انہیں سرکاری سہولتوں کی معلومات بہم پہنچانا' دینی دنیوی تعلیم کو جمعیت کے پروگرام میں اہمیت دینا۔

دینی مکاتب کا قیام' دارالمطالعہ' لائبریری کا قیام' درس حدیث کا اجراء مسلمان بچوں اور بچیوں کیلئے دنیاوی تعلیم پر توجہ دینا۔ KG اور EM سکول کے ساتھ ٹیکنیکل پیشہ وارانہ تعلیم کے لئے کوشش کرنا' جمعیت علمائے ہند ہمیشہ اس بات کے لئے کوشش کررہی ہے کہ ملک کی مسلم اقلیت ہندوستان کو اپنا مالک سمجھ کر کھل کر ہاتھ بٹائے اور ساتھ دے

<u>مسلم پرسنل لاء:</u>　　　اسلامی معاشرتی قانون کی اہمیت حضرتِ اقدس فدائے ملتؒ کے دورِ صدارت میں جو رہی ہے اس کا اندازہ ہم جمعیت علمائے ہند کے خصوصی اجلاسوں' اجلاس ہائے عام کی کارروائیوں اور تجاویز وقراردادوں کا جائزہ

لینے کے بعد ہی بخوبی کر سکتے ہیں۔ مسلم پرسنل لاء کے ضمن میں آنے والے تمام معاشرتی علوم کے تعلق سے واضح نقطہ ملتا ہے اور اس حوالے سے چھوٹے سے چھوٹے واقعہ اور معاملہ کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔

مسلم پرسنل لاء کی اہمیت حضرت امیر الہندؒ کے اس بیان سے کی جا سکتی ہے۔ جو آپ نے ۱۹۶۶ء میں حکومت کی وضاحت طلب کرنے پر دیا آپ نے فرمایا: ''قرآنی قوانین نہ کسی مجلس قانون ساز کے بنائے ہوئے ہیں نہ کسی حکومت کے نافذ کردہ ہیں ان میں ترمیم اور تبدیلی کا حق کسی کو نہیں۔''

مسئلہ ارتداد: اپنے اکابر کے اس ورثہ کو حضرت فدائے ملتؒ نے برقرار رکھا ہے۔ جمعیت علماء ہند واحد مسلم تنظیم ہے جس نے شروع ہی سے مسئلہ ارتداد کو سنجیدگی سے لیا اور اس سلسلہ میں اپنی حد تک مناسب ومعقول کارروائی کی۔

جمعیت علمائے ہند کے صدر حضرت السید اسعد مدنیؒ نے فتنہ ارتداد سے متاثرہ علاقوں کا متعدد بار دورہ کیا اور اس مسئلہ میں خصوصی دلچسپی لیتے ہوئے جمعیت علماء ہند کے آرگنائزر سے صورتِ حال معلوم کر کے مناسب کاروائی بھی کرتے رہے۔اس سلسلہ میں آپ کے دورِ صدارت میں نئی نسل کی دینی تعلیم مذہبی شعور پیدا کرنے کے لئے جمعیت کے زیر سرپرستی سینکڑوں مدارس ومکاتب' مساجد اور ادارے قائم ہوئے اور اب تک ہیں۔اگرچہ ضرورت کے لحاظ سے پھر بھی کم ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ ارتداد کے فروغ کے لئے کسی بھی اقلیت کی بنیادی وجہ اقتصادی بدحالی بھی ہوا کرتی ہے۔آپ نے اس وجہ سے ارتداد کے عمل کو روکنے کے لئے جمعیت علماء ہند کے پلیٹ فارم سے بلاسودی نظام جاری کر کے اس تنظیم کی تاریخ میں ایک انوکھا اور کامیاب تجربہ پیش کیا ہے۔

جو لوگ سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کو اقتصادیات نہیں آتی یا وہ اس میدان میں پیچھے ہیں ان کیلئے درس عبرت ہے

حضرت امیر الہندؒ بحیثیت شیخ طریقت: آپکے بارے میں بیرون دنیا بالخصوص پاکستان کے عوام بلکہ بعض علماء بھی یہ سمجھتے ہیں کہ آپ عالم اسلام کے صرف سیاسی رہنما تھے' حضرت شیخ الاسلام کی سیاسی' سماجی اور معاشرتی خدمات کا تسلسل تھے۔ یہ تاثر صرف انہیں لوگوں تک ہے جنہوں نے آپ کو قریب کی نگاہ سے نہیں دیکھا یا آپ کی رفاقت میں کوئی ماہِ رمضان المبارک نہیں گزارا۔

اللہ کے فضل وکرم سے جیسے آپ حضرت شیخ الاسلامؒ کی زندگی میں دارالعلوم دیوبند کے کامیاب ترین استاد تھے۔اسی طرح آپ نے اپنے والد گرامی حضرت شیخ الاسلامؒ کی رفاقت میں پچیس سال تک ماہ رمضان گزارے اور ان سے منازل سلوک طے کیں۔اپنے تمام اسباق ذکر' اورادووظائف مکمل کئے۔ یہی وجہ ہے کہ آپکو اپنے والد گرامی شیخ العرب والعجمؒ کی رحلت کے بعد ان کے خلفاء نے باتفاق رائے عظیم منصب جانشینی شیخ الاسلام کیلئے چنا۔

انداز تربیت اصلاح باطن: جس طرح حضرتِ اقدسؒ کے زمانہ میں سینکڑوں لوگ ماہ رمضان میں آپ سے

اصلاحِ باطن اوراد و وظائف کی تکمیل کیلئے اور پورے ماہ صیام کو اتباع سنت کے مطابق گزارنے کے لئے آتے تھے۔

حضرت شیخ الاسلامؒ کی وفات کے بعد بیالیس سال سے خانقاہ مدنیہ پوری آب وتاب سے آباد ہے' بیالیس سالہ عرصہ میں اکتالیس ماہ صیام آپ نے دیوبند کی سرزمین پر گزارے ہیں جبکہ ایک ماہ صیام آپ نے ۱۹۹۷ء میں بنگلہ دیش کے عوام کے شدید اصرار پرڈھاکہ میں گزارا۔

ڈھاکہ میں آپ کے معمولات ماہ صیام اور شرکاء کی تعداد دیکھ کر حضرت شیخ الاسلامؒ کے بعض اجل خلفاء بار بار یہ کہتے تھے کہ اس سال تو حضرت شیخ الاسلامؒ کے سلہٹ کے ماہ صیام کے معمولات کی یاد تازہ ہوگئی۔

آخیر عشرہ میں متوسلین کی تعداد ایک ہزار سے بھی متجاوز ہوگئی۔ ویسے تو بندہ نے حضرت امیر الہندؒ کیساتھ دیوبند میں بھی کئی ماہ رمضان آپ کی خدمت میں رہ کر گزارے۔ حسن اتفاق سے ڈھاکہ کا ماہ بھی آپ کی خدمت میں گزارا۔

حضرت اقدس شیخ الاسلامؒ کے معمولات کے بارے میں جو کچھ پڑھا اور سنا تھا' آپ کے معمولات کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوا کہ آج شیخ الاسلامؒ کو دیکھ لیا۔

حضرت فدائے ملتؒ کے معمولات ماہِ رمضان کی تفصیل: ویسے تو ہمارے تمام اکابر ماہ رمضان کا خوب اہتمام کرتے اور اتباعِ سنت میں پوری کوشش فرماتے کہ ماہ رمضان کی راتوں کو زندہ کیا جائے۔ حضرت اقدس شیخ الاسلامؒ کا ماہ رمضان دنیوی مصروفیات سے بالکل الگ تھلگ مکمل انہماک واستغراق' ذکر' تلاوت' نوافل اور قدرے جسمانی آرام پر مشتمل ہوتا تھا۔ جانشین شیخ الاسلام کے ماہ رمضان کے معمولات درج ذیل حدیث مبارکہ کا عکس کامل تھے۔ جس شخص نے اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھا اور رمضان کی راتوں کو زندہ کیا۔ اس کے سابقہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

آغاز معمولات: آپ کے معمولات کا آغاز ۲۹ شعبان بعد نمازِ عصر شروع ہوجاتا تھا تراویح میں مقرر حافظ اور جامع کے پارہ کو دَور کی شکل میں سننا مغرب تک معمول رہتا اگر چاند نظر آجائے تو معمولات کا تسلسل رہتا تھے ورنہ ۳۰ رمضان سے بعد نمازِ عصر ہی تلاوت دوبارہ سنی جاتی اور نماز عشاء تاخیر سے ادا کئے جانے کا اعلان کردیا جاتا تھا۔ نماز مغرب وعشاء میں وقفہ تقریباً گھنٹے کا ہوتا تھا اس وقفے کے دوران شام کا کھانا اور کچھ آرام بھی شامل۔

نمازِ عشاء کی ادائیگی کے متصل بعد تراویح کا آغاز ہوجاتا تھا' دوران تراویح ہر چار رکعات کے بعد جتنی دیر میں یہ چار رکعت ادا ہوتی اتنا ہی اس میں وقفہ ہوتا تھا' وقفہ میں سہولت کے ساتھ ہر شخص تلاوت' اذکار دآرام کے لئے آزاد تھا' ۲۰ تراویح تین گھنٹہ میں پایہ تکمیل کو پہنچتی۔

نوٹ: تراویح کے بعد ہی نہایت الحاح وزاری سے اجتماع دعا ہوتی تھی وتر کی ادائیگی کے بعد انفرادی دعا ہوتی تھی۔

وتر کی ادائیگی کے بعد حضرت اقدس امیر الہندؒ اپنی مختصر دعا کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے' تمام

ذاکرین وسالکین وشرکاء حلقہ بنا کر بیٹھ جاتے۔

اس وقت آپ کی موجودگی میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کی معروف تصنیف ''اکابر کا رمضان'' کا کچھ پڑھا جاتا تھا' جس کو عام طور پر آپ کے نہایت بااعتماد رفیق خاص' حضرت شیخ الاسلام کے خلیفہ حضرت مولانا سید محمود صاحب پڑھتے تھے' اس تعلیم میں تقریباً بیس منٹ صرف ہوتے تھے۔ اس کے بعد حضرت اقدسؒ ذاکرین سے فرماتے کہ سب اپنے اپنے اذکار میں مصروف ہو جائیں۔ تمام سالکین آپ کی نگرانی میں ذکر شروع کر دیتے تھے اس دوران روشنی مکمل طور پر بند کر دی جاتی تھی۔ یہ مجلس ذکر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہتی' اس مجلس ذکر سے کچھ دیر بعد آپ حلقہ ذکر سے اٹھ جاتے باہر سے آنے والے وفود جنہوں نے حضرت امیر الہندؒ سے پہلے سے وقت لیا ہوتا تھا وہ حاضر ہو کر اپنے مسائل پر تبادلہ خیال کرتے تھے۔ یہ وقت ملاقات کم وبیش ایک گھنٹہ ہوتا تھا' ادھر مجلس ذکر کے اختتام کے بعد ایک گھنٹہ کیلئے وقفہ ہوتا' جس میں ذاکرین تازہ طہارت سے فراغت کے بعد چائے وغیرہ نوش کرتے تھے۔

اس کے بعد نمازِ تہجد میں مقررہ حافظ باری باری اپنے سامع کے ساتھ تہجد با جماعت شروع کر دیتے شرکاء اپنی مرضی واختیار کے ساتھ اس جماعت میں شامل ہوتے تھے۔

نوٹ: یہ بات ملحوظ رہے کہ نماز تہجد کی جماعت میں شمولیت کیلئے کسی کو بھی دعوت نہیں دی جاتی۔ حتیٰ کہ آرام میں مصروف حضرات کو بھی بیدار نہیں کیا جاتا تھا۔

یہ تہجد کا معمول بھی تقریباً تین گھنٹے جاری رہتا تھا۔ جس میں عام طور پر چار سے پانچ پارے تلاوت ہوتے تھے' نمازِ تہجد کے اختتام پر تقریباً آٹھ دس منٹ تک دعا ہوتی تھی جس میں گریہ وزاری کا دلدوز منظر ہوتا تھا۔

اس کے فوری بعد سحری کے لئے دستر خوان لگا دیئے جاتے' اور اعلان ہو جاتا تھا کہ تمام شرکاء سحری تناول کرلیں۔ سحری کے کھانے میں خوب فیاضی کا منظر ہوتا تھا جس میں عام طور پر قورمہ' سبزی کا سالن' اور چاول' دہی دستر خوان کی زینت ہوتے تھے۔ اس موقع پر بھی حضرت اقدس امیر الہندؒ بنفس نفیس تشریف فرما ہوتے تھے' آپ سحر کے تناول کے لئے اس وقت تک تشریف فرما نہیں ہوتے جب تک کہ تمام شرکاء کے سامنے کھانا نہیں پہنچ جاتا۔

یہ کھانا پورا کا پورا خانقاہ مدنیہ یعنی حضرتِ اقدسؒ کی طرف سے ہی ہوتا تھا' تمام شرکاء کو آپ ذاتی مہمان سمجھتے تھے۔

نوٹ: شرکاء کی تعداد اول عشرہ میں چار سو سے پانچ سو تک ہوتی تھی' اس میں اضافہ ہوتا رہتا حتیٰ کہ دوسرے عشرہ کے نصف میں ایک ہزار سے متجاوز ہو جاتی اور یہ تعداد اختتامِ رمضان تک برقرار رہتی تھی۔ بالالفاظ دیگر کہ جو یہاں آیا وہ اختتامِ رمضان تک واپس نہ گیا۔

سحری سے فراغت کے بعد فوری فجر کی اذان کا وقت ہو جاتا' نماز فجر اول وقت یعنی اذانِ فجر کے پندرہ منٹ بعد ادا کی جاتی۔ نماز فجر کے بعد تمام ذاکرین وسالکین آزاد ہوتے تھے یعنی تلاوت' ذکر اور مراقبہ میں اشراق تک

مشغول رہتے اور ادائیگی اشراق کے بعد آرام کرتے تھے۔

نماز ظہر سے کچھ دیر قبل عام طور پر تمام ذاکرین' سالکین آرام سے فراغت حاصل کر لیتے تھے اور نماز ظہر کی تیاری کرتے ہیں۔ مسجد میں پہنچ کر تلاوتِ قرآن میں مشغول ہو جاتے۔

نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد دو حلقے ہوتے تھے ایک حلقہ حضرت اقدس امیر الہندؒ کے پاس ہوتا تھا' جس کے شرکاء اپنے اذکار کے اسباق اور کیفیات تحریری طور پر پیش کرتے اور حضرت اقدس اسی ترغیب سے فرداً فرداً علیحدگی میں ان کے جوابات ارشاد فرماتے تھے۔

دوسرا حلقہ حضرت مولانا سید محمود صاحب کے ہاں ہوتا ہے' اس حلقہ میں حضرت مولانا محترم ''امداد سلوک'' مصنفہ فقیہ امت' قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہ' کو تعلیماً سناتے تھے' یہ سلسلہ تقریباً گھنٹہ بھر جاری رہتا تھا' اس کے بعد شرکاء انفرادی طور پر تلاوتِ کلام پاک میں مشغول ہو جاتے جبکہ حفاظ کرام اپنی منزل کے دَور میں منہمک ہو جاتے۔

حضرت اقدسؒ عام طور پر اس وقت تلاوت کلام پاک میں مصروف رہتے تھے یہاں تک کہ نماز عصر کا وقت ہو جاتا' ادائیگی نماز کے بعد فوراً آپ نماز تراویح کے لئے متعین حفاظ کرام کا دَور سماعت فرماتے تھے' اس تلاوت کی سماعت کے لئے اکثر شرکاء اپنی خواہش پر موجود ہوتے۔ یہ دَور وقتِ افطار سے پانچ منٹ قبل ختم ہو جاتا تھا۔

مسجد میں خدام افطار کے لئے دسترخوان بچھا چکے ہوتے تھے۔ حاضرین کو بذریعہ اعلان دسترخوان پر افطار کے لئے پہنچنے کے لئے بلایا جاتا تھا اس موقع پر بھی فیاضی کا منظر ہوتا تھا' کھجور کے ساتھ ساتھ جہاں دسترخوان پر فروٹ چاٹ ہوتی وہاں بھنے ہوئے چنے یا مٹر اور سموسے بھی ہوتے تھے۔

اس افطار کی سب سے اہم خصوصیت یہ تھی کہ ہر روزہ دار کو مدینہ منورہ کی کھجور اور ایک بڑا ڈبہ آبِ زم زم کا ملتا۔

نوٹ: اس افطاری میں آٹھ دس منٹ صَرف ہوتے تھے اور اسکے بعد نمازِ مغرب کی ادائیگی کا عمل شروع ہو جاتا تھا۔

نمازِ مغرب کی سنن ونوافل کے بعد فوراً کھانے کیلئے دسترخوان لگا دیا جاتا تھا' اس موقع پر بھی فیاضی کا وہی منظر ہوتا جو کہ سحری کے وقت ہوتا تھا' البتہ اس کھانے میں سادہ چاولوں کی بجائے بریانی یا گوشت پلاؤ کا بطور خاص اہتمام ہوتا تھا۔

نوٹ: یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ سحری اور افطاری کے وقت کمزوروں اور بیماروں کے لئے ہر ایک کی طبیعت کے مطابق کھانا فراہم کیا جاتا تھا۔ یہ پرہیزی کھانے حضرت اقدس امیر الہند کی اہلیہ بذات خود یا اپنی بہوؤں سے اپنی نگرانی میں تیار کرواتی تھیں جس طرح کہ کمزوروں اور بیماریوں کے لئے خوراک کا اہتمام ہوتا اسی طرح خانقاہ کے مہمانوں کے ایمرجنسی علاج کے لئے ایک ماہر طب اور ایک ماہر ڈاکٹر (میڈیکل وہومیوپیتھک) کا بھی انتظام ہوتا تھا (حضرت اقدسؒ کی اہلیہ محترمہؒ اس دار فانی سے ۲۳ ستمبر ۲۰۰۰ء کو رحلت فرما گئی تھیں)

حضرت اقدسؒ کی اہلیہ محترمہؒ کا خاص ذوق یہ بھی تھا کہ تراویح کے بعد اس وقت تک آرام نہ کرتیں جب تک اپنے بیٹوں سے یہ نہ پوچھ لیتیں کہ خانقاہ میں جاؤ اور معلوم کرو کسی شخص کو کسی قسم کی ضرورت مثلاً بستر، خوراک وغیرہ تو اس کو فراہم کی جاتی، اس اطمینان کے بعد سوتیں۔ اس کے بعد شرکاء کچھ دیر تقریباً ایک گھنٹہ آرام کرتے اور عشاء کی نماز کی تیاری میں مشغول ہو کر حسب سابق معمولات میں مشغول ہو جاتے تھے۔

نوٹ: زنان خانہ میں بھی مستورات کے لئے تراویح کا اہتمام ہوتا تھا جس کی امامت مرد حفاظ قرآن کرواتے تھے۔ اور وہ پردے میں پڑھتے تھے عام طور پر آپ کے خاندان کا ہی کوئی حافظ یہ فریضہ انجام دیتا۔

یہ معمولات، ماہِ صیام کی ہر شب میں جاری رہتے تھے تمام شرکاء ماہ رمضان کی ہر شب کو خانقاہ مدنیہ میں لیلۃ القدر کی طرح گزارتے تھے اکثر ذاکرین وسالکین سے ہر دن گزارنے کے بعد یہ دعائیہ جملہ سننے میں آتا رہتا ہے کہ اے اللہ یہ پورا ماہ رمضان نصیب فرمادے۔ معلوم نہیں کہ آئندہ نصیب ہوگا یا نہیں اور ایک دوسرے کو تلقین کرتے ہوئے نظر آتے کہ جو وقت ملا ہے اس کی قدر کرو۔

حضرت اقدس امیر الہندؒ بھی ماہ رمضان کے جمعوں میں بیان فرماتے ہوئے خصوصیت سے یہ ارشاد نبوی ﷺ دہراتے تھے کہ ''جس شخص نے تندرستی میں ماہ رمضان کو پایا اور خوب عبادت کر کے راتوں کو زندہ نہ کیا اور اپنی بخشش نہ کرواسکا، بڑا ہی وہ بدنصیب ہے۔''

<u>**حالت اعتکاف:**</u> یہاں خانقاہ میں ماہِ رمضان کی ہر رات لیلۃ القدر کا سماں پیش کرتی تھی اس لئے حالتِ اعتکاف کے معمولات کا خاص فرق نہیں ہوتا۔

البتہ معتکفین پر ماہ رمضان کی جلد جدائی کا صدمہ نمایاں نظر آتا تھا۔

اختتام ماہ رمضان، چاند نظر آنے پر چاند رات کو بھی اسی فکر کے ساتھ گزارا جاتا تھا کہ اس رات میں گریہ وزاری اپنے عروج پر ہوتی تھی، نماز فجر کے بعد مہمان نمازِ عید الفطر کی تیاری میں مصروف ہوتے ہیں۔ عیدگاہ جانے سے قبل تمام مہمانوں کو مختصر سا ناشتہ دای جاتا تھا۔ جس میں عام طور پر مدینہ منورہ کی کھجور، دودھ میں بنائی ہوئی سویاں، پستہ و بادام سے مرصّع ہوتی تھیں، چائے بھی دی جاتی تھی۔

عید الفطر کا دن دیوبند میں مسلمانوں کی اعلیٰ عظمت کا نقیب ہوتا تھا، ہزاروں لوگوں کی آرزو اور تمنا کا لحاظ رکھتے ہوئے مشائخ، علماء اور آئمہ کے اصرار پر حضرت اقدس امیر الہندؒ نماز عید الفطر کی امامت عیدگاہ میں فرماتے تھے، اس عظیم اجتماع کو دیکھ کر حرمین شریفین کے حج کی یاد تازہ ہو جاتی۔